بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

ضرورت ہے............

اخبارات درسائل میں یوں توروزانہ سینکڑوں اشتہارات چھپتے ہیں مگر وہ اشتہار جس کا عنوان ہو ......ضرورت ہے......اس انسان کواپنی جانب فوراً مائل کرتا ہے جوایسے کسی اشتہار کا منتظر ہوتا ہے جس میں اس کی ضرورت ہو......گویا اشتہار دینے والے اپنی ضرورت کے پیش نظر اشتہار شائع کرواتے ہیں اور پڑھنے والے اپنی ضرورت کے پیش نظر انہیں پڑھتے ہیں ....اشتہار دینے والے، شخصِ مطلوب کی مطلوبہ خوبیوں، تعلیمی قابلیت، استعداد وغیرہ کی بعض تفصیلات بھی اور بسا اوقات مقدار معاوضہ وغیرہ بھی اشتہار میں دے دیتے ہیں اور بعض اشتہارات میں ترجیحات (Priorties) کا ذکر بھی ہوتا ہے کہ ترجیح کس کو دی جائے گی............

اسکولوں کالجوں اور جامعات کے داخلوں کے اشتہارات میں، عموماً یہ لکھا ہوتا ہے کہ داخلہ میرٹ کی بنیاد پر ہوگا............یعنی صرف لائق طلبہ ہی داخل کئے جائیں گے......اور میرٹ بنانے کے ہرادارے کے معیارات اپنے ہیں ....بعض ادارے تو سابقہ تعلیم کی بنیاد پر میرٹ بناتے ہیں اور بعض باقاعدہ ٹیسٹ لیتے اور میرٹ بناتے ہیں..........ہماری نظر سے کبھی کوئی ایسا اشتہار نہیں گزرا جس میں یہ پیش کش ہو کہ ایسے طلبہ وطالبات کو داخلہ میں ترجیح دی جائے گی جو گزشتہ امتحان میں (مثلاً میٹرک یا انٹر میں) کسی سبب سے بہت کم نمبر حاصل کر سکے ہوں ......یا جن کی تھرڈ ڈویژن یا ڈی اور ای گریڈ آیا ہو............

اور نہ کبھی ایسا کوئی اشتہار ہماری نظروں نے دیکھا ہے جس کا عنوان ہو کہ......ضرورت ہے ایک عدد نکھے کی............ضرورت ہے ایک عدد ست ترین شخص کی ....ضرورت ہے ایک عدد حمار وحشی کی جو انسان بننا چاہتا ہو............ضرورت ہے ایک عدد نالائق انسان کی جو ولی کامل بننا چاہتا ہو............

ہم سوچتے ہیں کہ دنیا اتنی خودغرض اور تنگ نظر کیوں ہوگئی ہے کہ ہر ایک کو قابل افراد کی ضرورت ہے،

ہر ایک کو لائق افراد کی ضرورت ہے، ہر ایک کو تجربہ کار کام کرنے والے ... ت ہے .... تو کیا نالائق لوگوں، ناتجربہ کار لوگوں، اور کم نمبر حاصل کر سکنے والے طلبہ کو ہم نے بے رحم معاشرے کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اس سے جو کام لینا چاہے وہ لے لے ہم تو اس سے کوئی کام نہیں لیں گے نہ اسے کسی کام کا بنائیں گے؟ .... کیا ایسے ہی افراد معاشرے میں جرائم پیشہ بن کر پورے معاشرے کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کا سبب نہیں بنتے ؟ ....

ہماری حیرت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ایسے لوگوں کے لئے ... خانقاہی نظام میں بھی جگہ نہیں بنتی .... جو شکستہ دلوں کی امیدوں کا آخری سہارا ہوتا ہے .... وہاں بھی لائق لوگوں ہی پہ نظر ہے.......... جبکہ ہمارا ماضی یہ بتاتا ہے کہ خانقاہی مدارس میں چوروں اور لٹیروں کو بھی داخلہ مل جایا کرتا تھا..... اور وہ غوث وقطب بن کر نکلتے تھے.......... اپنے دور کے حالات کو دیکھ کر کبھی کبھی ہم خود سے سوال کرتے ہیں کہ ماضی میں معاشرے کے گرے پڑے، نانہجار قسم کے لوگوں اور چوروں اور ڈاکوؤں کی اصلاح کے مکاتب (خانقاہوں) کا پایا جانا یہ محض قصے کہانیاں ہیں یا حقیقت سے بھی ان کا کوئی تعلق ہے.....؟

تاریخی اوراق یہ بتاتے ہیں کہ خانقاہی نظام اصلاحِ فرد ومعاشرہ اور فروغِ تصوف کا اہم ادارہ رہا ہے .... اس ادارے کے کرتا دھرتا معمولی لوگ نہیں ہوا کرتے .... ان کے ذمہ اصلاحِ معاشرہ بذریعہ اصلاح فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے.......... کہا جاتا ہے کہ تصوف روحِ اسلام ہے اور اسلامی معاشرہ کو صالح افراد صوفیاء کی تربیت ہی سے میسر آتے ہیں .... فی زمانہ تصوف پر لکھے جانے والے مضامین اور کتب میں جب تصوف کی تعریفات بیان کی جاتی ہیں تو ان تعریفات پر پورا اترنے والے لوگوں یا جن پر یہ تعریفات صادق آتی ہیں ان کی مثالیں بھی بیان کی جاتی ہیں .... ان مثالوں میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ وہ صرف چند مخصوص افراد اور مخصوص زمانے کے صوفیاء کے اردگرد گھومتی ہیں .... کم از کم گزشتہ نصف صدی کے عرصہ میں تو بات اس سے آگے نہیں بڑھ رہی .... ہر کوئی صدق وصفا کی مثال میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، کو پیش کرتا ہے مجاہدات میں صبر ورضا اور قناعت کی مثال بابا فرید گنج شکر کی پیش کی جاتی ہے ..... بھوکوں کو کھانا کھلانے یعنی خلقِ خدا کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور ہندوستان سے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی کے لنگر کا ذکر آتا ہے، قصر شاہی تک دعوت دین پہنچانے اور حق گوئی کا

نشان حضرت مجدد کو کہا جاتا ہے یا اس پائے کے دیگر بزرگانِ دین کی خدمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جو سب گزشتہ ادوار کے لوگ ہیں............

تصوف پر صدیوں سے لکھا جارہا ہے اور ہر صدی کے معروف صوفیاء کرام نے اپنے دور کی ابتری کا ذکر بڑے اندوہناک انداز میں کیا ہے ....مثلا حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہمارے زمانہ میں تصوف کا طریقہ بگڑ چکا ہے ......کامل بزرگ رخصت ہوچکے، جو اس طریق کے عارف و عالم تھے......تقوی جاتا رہا............بلکہ اس کی حرمت ہی نہ رہی ....طمع بشدت بڑھ گئی ......اور حرمتِ شریعت دلوں سے اٹھ گئی......حلال وحرام کا امتیاز نہ رہا......غفلتیں چھاگئیں......اور شہوات کا اتباع عام ہوگیا............(رسالہ قشیریہ)

اس اقتباس کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے جیسے امام قشیری ہمارے ہی دور کے بزرگ ہیں اور ہماری اخلاقی حالت کو ان دردانگیز جملوں میں بیان فرمارہے ہیں ......جبکہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ پانچویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں............ یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب پانچویں صدی میں بھی یہی کیفیت تھی جو آج ہے تو درمیان کے نوسو سال میں تبدیلی کب اور کہاں آئی ....یا یہ کہ کسی تبدیلی کے بغیر ہم اتنی صدیوں سے یوں ہی چلے آرہے ہیں............؟

اسی حوالے سے ایک اور اقتباس بھی، ملاحظہ فرمایئے:

ہم ایسے زمانے میں ابتلا (آزمائش) کے اندر ڈالے گئے ہیں کہ جس میں نہ آدابِ اسلام ہیں نہ اخلاقِ جاہلیت......اور نہ ہی اس میں مروت و محبت کی باتیں ہیں ....(کشف المحجوب ساتویں فصل) یہ اہل حقائق کے بادشاہ، تصوف وطریقت کے حکیم ابوبکر واسطی کا قول ہے جسے داتا صاحب نے کشف المحجوب میں درج فرمایا ہے............

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے احوال کے بارے میں لکھتے ہیں:

خداوند قدوس نے ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا کیا کہ جس کے لوگ خواہشات نفسانی کا نام شریعت، اور طلبِ جاہ وریاست وتکبر کا نام عزت وعلم اور خلق خدا سے ریاکاری کا نام خوف الٰہی اور دل میں کینہ چھپا رکھنے کا نام حلم اور فضول جھگڑے کا نام مناظرہ، اور باہم لڑنے جھگڑنے اور حماقت کا نام بزرگی اور منافقت کا نام زہد اور جھوٹی آرزوؤں کا نام ارادت اور طبیعت کے ہذیان کا نام معرفت

اور دلی رغبتوں اور وساوس نفسانی کا نام فنا اور نبی اکرم ﷺ کی شریعت کو ترک کرنے کا نام طریقت اور اہل زمانہ کی آفتوں کا نام مجاہدہ رکھتے ہیں ....

صوفی آج بھی ہیں اور شاید پچھلے زمانوں سے بہت زیادہ ہیں .....یا ہمیں زیادہ نظر آتے ہیں کہ شہر و دیہات میں جا بجا صوفیا کے آستانوں کے، ان آستانوں کے عرسوں کے اور پروگراموں کے، ان بزرگوں کے دوروں کے، حتی کہ ان کی عبادات کے اور ایسے ایسے معمولات کے اشتہار بھی آویزاں ہیں ....جو شاید ماضی میں اس لئے مشتہر نہیں کئے جاتے تھے کہ تشہیر کو اقدار تصوف و وقار کے منافی یا روحِ تصوف کے خلاف سمجھا جاتا تھا ....آج ہر طرف دمادم مست قلندر آیا..........غوث زماں، قطب العالمین .....فخرِ صوفیا، زبدۃ الاتقیاء، راس الاصفیاء کی آمد..........کا عرس.......... ....کا دورہ..........کی برات..........کا جلوہ..........اور نہ جانے کیا کیا ....لکھا جارہا ہے.....دیواروں پہ چاکنگ، دیوقامت ہورڈنگز، اشتہارات، پمفلٹس، حتی کہ ٹی وی اور میڈیا پر سلائڈز اور اشتہارات.....دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ آج صرف سرزمین پاکستان پر جتنے قلندر، ولی، غوث، قطب، ابدال اور مشائخ ہیں پورے چودہ سو سال میں پورے عالم میں اتنی تعداد میں نہیں گزرے ہوں گے..........اور موجودہ دور کے ہر صوفی کا مرتبہ دوسرے سے سوا اور ہزار گنا سوا ہے، ان میں ایک بڑی تعداد علم لدنی والوں کی ہے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے (غالبا جب سے امریکہ دینی مدارس کے خلاف اور صوفی ازم کے حق میں ہموار ہوا ہے اور صوفی کونسلیں بنی ہیں) آسمان نے علم لدنی کی اہل پاکستان پر بارش کردی ہے..........لیکن پتہ نہیں ان مصنفین کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ اس کے باوجود..........تصوف کی نئی کتابوں میں مثالیں علم و آگہی کی، اخلاق عالیہ وفاضلہ کی، زہد وتقوی کی، خدمت خلق کی سب وہی پرانی پیش کرتے ہیں ....جو گزرے زمانے کے لوگوں کی ہیں..........کیا گزشتہ نصف صدی میں ایسے اولیاء اللہ نہیں گزرے جنہیں ان کے معاصر علماء و مشائخ نے ولی مانا ہو..........جن پر محققین و مصنفین کا اتفاق ہو اور ان کی کرامات سے زیادہ ان کے اخلاقِ عالیہ وفاضلہ کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہوں..........

ایک دوست فرمارہے تھے کہ دیکھو ان مولویوں کو کہ انہوں نے ترقی کرکے اب پیری اور مشیخت اختیار کرلی ہے..........شاید اس میں حلوہ مانڈہ زیادہ ملتا ہے..........؟ میں نے عرض کی، میرے دوست! جب جاہل متصوفہ کا غلبہ ہوا اور لوگوں کی دولت وعزت سے کھیلا اور عصمتوں کو

پامال کیا جارہا ہوتو علماء کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ پیر بن کر لوگوں کی اصلاح کریں اور جہلاء کے چنگل سے لوگوں کو بچائیں ....اگرچہ اس میں اس بات کا امکان ہے کہ بعض علماء سے بھی ابلیس وہی کام کروالے جو جاہل عاملین اور متصوفہ کررہے ہیں ....صدقے کے لئے کالا بکرا........تعویذ لکھنے کے لئے ایک کلوزعفران خالص ،........شادی کی بندش ختم کرنے کے لئے خلوتِ صحیحہ ....جن بھوت قابو کرنے ....اورنکالنے کے لئے قبرستان کا چلہ......اولا دنرینہ کے لئے چادر بندم و وظیفہ........اور نہ جانے کیا کیا خرافات ....لیکن ہمیں کامل یقین ہے کہ جو واقعی عالم ہوگا اور صوفی صافی ہوگا وہ **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان** کے حکم کی رحمت میں آجائے گا......اور شر شیاطین سے محفوظ رہتے ہوئے نافعِ خلق ہوگا........اور جو حقیقتا عالم باعمل ہوگا وہ جعل ساز اور ڈرامہ باز عاملین کی طرز کو اختیار ہی کیوں کرے گا ؟

قارئین کرام ! مذکورہ بالا معروضات اور ابتری کے ان احوال کے پیش نظر........کیا اب اس قسم کے اشتہار کی ضرورت محسوس نہیں کی جارہی ہے کہ ....ضرورت ہے......ایک ایسے اللہ والے کی جو واقعی اللہ والا ہو........جو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ،حضرت معین الدین اجمیری ،حضرت قطب الدین بختیار ، حضرت نظام الدین اولیاء ، حضرت فریدالدین گنج شکر ....کی خوبیوں کا مالک ہو اور رہم جیسے ناکارہ خلائق لوگوں کی اصلاح کا کوئی انتظام کرسکے ، جو کوئی ایسا اسکول کالج یونیورسٹی ، اور ماڈل مدرسہ کھول سکے جس میں صرف لائقوں ہی کو داخلہ نہ ملتا ہوں بلکہ نالائقوں اور نانجاروں کو بھی سر چھپانے کی جگہ مل سکتی ہو........اوران کا بجھا دیا بھی روشن ہوسکتا ہو........

ضرورت ہے

ایک ایسے اللہ والے کی جوکوئی ایسا اسکول کالج یونیورسٹی ، اور ماڈل مدرسہ کھول سکے جس میں صرف لائقوں ہی کو داخلہ نہ ملتا ہو بلکہ نالائقوں اور نانجاروں کو بھی سر چھپانے کی جگہ مل سکتی ہو........

اوران کا بجھا دیا بھی روشن ہوسکتا ہو........